Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

خصوصی شمارہ برائے "عُرف بطور ماخذِ شریعت"

The Authority, Conditions, and a Research and Critical Review of the Jurists' (Usuliyyin) Opinions on Custom (ʿUrf)

عرف کی حجیت، شرائط اور اصولیین کی آراء کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Authors Details

1. **Dr. Hafiz Syed Mubshar Hussain Kazmi** (Corresponding Author)
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Lahore, Pakistan.
   Email: **mubashar.kazmi@ais.uol.edu.pk**
2. **Dr. Hafiz Muhammad Afzal**
   Lecturer, Department of Islamic Studies, LGS College, Lahore, Pakistan.

Citation

Kazmi, Dr. Hafiz Syed Mubshar Hussain and Dr. Hafiz Muhammad Afzal. " The Authority, Conditions, and a Research and Critical Review of the Jurists' (Usuliyyin) Opinions on Custom (ʿUrf). " *Al-Marjān Research Journal*, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 110–119.

Submission Timeline

Received: Dec 12, 2024
Revised: Dec 26, 2024
Accepted: Jan 10, 2025
Published Online: Jan 18, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The Authority, Conditions, and a Research and Critical Review of the Jurists' (Usuliyyin) Opinions on Custom (ʿUrf)

عرف کی حجیت، شرائط اور اصولیین کی آراء کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

☆ ڈاکٹر حافظ سید مبشر حسین کاظمی ☆ ڈاکٹر حافظ محمد افضل

Abstract

Custom (al-ʿurf) holds a pivotal role as a secondary source in Islamic jurisprudence (uṣūl al-fiqh), serving as a bridge between the timeless principles of Sharia and the evolving realities of human societies. This research delves into the authority (ḥujjah) of custom, emphasizing its conditions as outlined by the uṣūliyyīn (jurists specializing in legal principles). Drawing from Quranic verses, such as the command in Surah Al-A'raf to enjoin good customs, and Prophetic traditions highlighting moral perfection, the study illustrates how Islam selectively integrated pre-Islamic Arabian customs—retaining those aligned with human nature and divine guidance while abolishing contradictory ones. The significance of custom lies in its flexibility, enabling Sharia to adapt to diverse cultural contexts without compromising core tenets, thus facilitating ease in daily transactions like trade, marriage, and dispute resolution. However, its validity is conditional: it must be widespread, current at the time of application, and not oppose explicit texts from the Quran or Sunnah. The paper categorizes custom into verbal/practical, general/specific, and valid/invalid types, underscoring its role in maintaining societal harmony and legal practicality. Through a critical analysis of jurists' views, the research demonstrates how custom embodies Sharia's universality, preventing rigidity and promoting justice in contemporary Muslim societies. Ultimately, custom reinforces the comprehensive nature of Islamic law, ensuring it remains relevant across eras and geographies, while safeguarding against cultural excesses that deviate from ethical norms. This analysis not only clarifies custom's jurisprudential status but also offers insights for modern legal reforms in Islamic contexts.

Keywords: Custom, Authority, Conditions, Jurists, Sharia, Jurisprudence.

تعارف موضوع

عرف انسانی معاشرے کا ایک بنیادی جزو ہے جو لوگوں کے روزمرہ معاملات، روایات اور سماجی رویوں کو شکل دیتا ہے۔ اسلامی قانون میں عرف کو ایک ثانوی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں احکام کے استنباط میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ جب اسلام عرب معاشرے میں آیا تو اس نے وہاں کے رائج عرف کو نہ تو مکمل طور پر مسترد کیا اور نہ ہی یکسر قبول کیا، بلکہ جو عرف انسانی فطرت اور الٰہی ہدایات کے مطابق تھے انہیں برقرار رکھا اور جو ان کے مخالف تھے انہیں ختم کر دیا۔ اس طرح اسلام نے ایک معتدل اور جامع نظام پیش کیا جو ہر زمانے اور معاشرے کے لیے قابل عمل ہے۔ عرف کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ قرآن و سنت میں تمام تفصیلات بیان نہیں کی گئیں، لہٰذا بہت سے معاملات جیسے خرید و فروخت کے طریقے، اجرت کا تعین اور نکاح کے اخراجات عرف پر چھوڑ دیے گئے۔ یہ عرف شریعت کی جامعیت اور لچک کا مظہر ہے، جو لوگوں کو احکام پر عمل کرنے میں آسانی فراہم کرتا ہے۔ فقہاء نے عرف کو فقہی قواعد میں شامل کیا ہے، جیسے قاعدہ "المعروف عرفاً

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، پاکستان۔
☆ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، ایل جی ایس کالج، لاہور، پاکستان۔

کالمشرط شرطاً" جو بتاتا ہے کہ عرف میں معروف چیز شرط کی طرح معتبر ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اصولیین کی آراء کی روشنی میں عرف کی حجیت، شرائط اور اقسام کا جائزہ لینا ہے، تاکہ یہ واضح ہو کہ عرف کیسے شریعت کے آفاقی ہونے کا ثبوت ہے اور معاشرتی استحکام میں کردار ادا کرتا ہے۔

مبحث اول: مبحث اوّل: عرف—اہمیت، تعریفات اور فقہی تمایزات

عرف، جسے عادت بھی کہا جاتا ہے، فقہ اور اصول فقہ کا ایک بنیادی اور اہم ماخذ ہے جس کا تعلق انسانی معاشروں کی سماجی اور ثقافتی زندگی سے ہے۔ یہ ان ثانوی ماخذ میں سے ہے جن کی بنیاد پر شریعت کے بہت سے احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔ اسلام نے جب عرب معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کیں تو اس نے وہاں کے تمام عرف کو نہ تو یکسر مسترد کیا اور نہ ہی تمام کو قبول کیا۔ بلکہ اس نے وہ عرف جو اسلامی اصولوں اور انسانی فطرت کے مطابق تھے، انہیں باقی رکھا اور جو ان کے خلاف تھے، انہیں ختم کر دیا۔ اس طرح اسلام نے ایک معتدل اور جامع نظام پیش کیا جو ہر زمانے اور ہر معاشرے کے لیے قابل عمل ہے۔ اس تحقیقی مقالہ کا مقصد اصولیین کی نظر میں عرف کی اہمیت، اس کی شرائط، اقسام اور دیگر متعلقہ پہلوؤں کا ایک تفصیلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ کیسے عرف آج بھی ہمارے معاشرتی اور قانونی نظام کا ایک اہم حصہ ہے اور کیسے یہ شریعت کے آفاقی اور ہمہ گیر ہونے کا ثبوت ہے۔

1. عرف کی اہمیت

عرف، جو کہ اسلامی فقہ کے ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے، معاشرتی اور قانونی میدان میں گہری اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ عرف شریعت کی جامعیت اور لچک کا عملی مظہر ہے۔ چونکہ قرآن وسنت میں ہر چھوٹے بڑے معاملے کی جزوی تفصیلات موجود نہیں ہیں، لہٰذا بہت سے روزمرہ کے معاملات، جیسے کہ خرید وفروخت کے طریقے، اجرت کا تعین، اور نکاح کے اخراجات، ان کا انحصار معاشرے کے رائج عرف پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک ایسا عالمگیر اور ہمہ گیر دین ہے جو ہر دور اور ہر جغرافیائی خطے کے بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہ آہنگ ہو سکتا ہے۔ عرف کی وجہ سے لوگوں کے لیے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنے رائج طریقوں سے واقف ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، عرف معاشرتی استحکام کا ایک اہم ذریعہ ہے، جہاں یہ غیر تحریری قانون کی حیثیت سے تنازعات کو حل کرنے میں مدد دیتا ہے اور باہمی تعلقات میں ایک واضح معیار فراہم کرتا ہے۔ فقہاء نے اسی بنیاد پر بہت سے احکام کا استنباط کیا ہے، اور یہ ایک فقہی قاعدہ بن گیا ہے کہ: "المعروف عرفا کالمشروط شرطا"[1] "جو عرف میں معروف ہے وہ گویا شرط کے طور پر طے کر لیا گیا ہے" اس طرح، عرف نہ صرف فقہی احکام کی تشکیل میں معاون ہے بلکہ معاشرتی اقدار اور روایات کو بھی اسلامی اصولوں کے دائرے میں رہ کر تحفظ فراہم کرتا ہے۔

2. سبب اختیار موضوع

اس تحقیق کے انتخاب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عرف انسانی زندگی میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ انسانوں کے معاملات، تعلقات اور روزمرہ کی بے شمار عملی صورتوں سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ شریعتِ اسلامی نے بھی اپنی اعلیٰ حکمت کے تحت بہت سے مسائل کو عرف اور رواج کے ساتھ مربوط کیا ہے، تاکہ احکام زمانے کے حالات اور معاشرتی تقاضوں سے ہم آہنگ رہیں۔ اس طرح عرف نہ صرف انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتا ہے بلکہ شریعت کے کئی عملی شعبوں میں بھی اس کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔

[1] Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz ibn ʿĀbidīn, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1992), 5:696

اس موضوع پر تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ عرف کی حقیقت اور حیثیت کو اسلامی قانون کے ایک مستقل ماخذ کے طور پر واضح کیا جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے عرف کی تعریف بیان کی جائے گی، پھر یہ واضح کیا جائے گا کہ عرف اور عادت میں کیا فرق ہے، اسی طرح عرف اور اجماع کے درمیان امتیاز کو بھی بیان کیا جائے گا۔ بعد ازاں قرآنِ کریم اور سنتِ نبویہ سے عرف کے دلائل کا ذکر کیا جائے گا اور فقہی مصادر میں عرف کی پوزیشن کو اجاگر کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ عرف کے لیے شرائط اور اس کی اقسام کو بھی تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ مزید برآں، تحقیق میں یہ پہلو بھی شامل ہوگا کہ عرف کے اثرات مختلف دینی و معاشرتی شعبوں پر کس طرح مرتب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

- عبادات پر عرف کا اثر
- احوالِ شخصیہ اور خاندانی معاملات پر عرف کا اثر
- اخلاق و آداب پر عرف کی اثر اندازی

یوں یہ مطالعہ نہ صرف عرف کی علمی حیثیت کو واضح کرے گا بلکہ یہ بھی سامنے لائے گا کہ عملی زندگی میں عرف کس طرح انسانی رویوں اور معاشرتی ڈھانچے کو تشکیل دیتا ہے، اور شریعتِ اسلامی نے اسے کن حدود کے ساتھ ایک معتبر مقام عطا کیا ہے۔

3. عرف کی لغوی تعریف

لغت میں "عرف" کا لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ "العرفان" سے نکلا ہے جس کا مطلب "پہچان" یا "علم" ہے۔ مشہور لغوی محمد بن مکرم ابن منظور (م711ھ) اپنی کتاب لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ "العرف والعارفة والمعروف"[2] کا معنی ایک ہی ہے اور یہ "انکار" کی ضد ہے۔ یہ ہر وہ اچھا کام ہے جسے نفس پہچانتا ہے اور اس سے سکون حاصل کرتا ہے۔ احمد بن فارس بن زکریا القزوینی (م395ھ) اپنی کتاب معجم مقاییس اللغۃ میں فرماتے ہیں کہ "ع ر ف" کے دو صحیح اصول ہیں: ایک کا تعلق کسی چیز کے تسلسل سے ہے اور دوسرا سکون سے۔[3]

4. عرف کی اصطلاحی تعریف

اصولیین نے عرف کی مختلف تعریفات پیش کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ عرف سے مراد وہ عمومی رواج، طرزِ عمل یا روایت ہے جسے لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی اور باہمی معاملات میں مسلسل اپناتے ہوں۔ یہ وہ عمل ہے جسے نہ صرف ان کا دل و دماغ قبول کرتا ہے بلکہ ان کی فطرت بھی اسے صحیح اور مناسب سمجھتی ہے۔ عرف کسی عمل کا محض ایک رواج نہیں ہوتا، بلکہ اس میں عوامی قبولیت، مسلسل عمل اور قلبی اطمینان شامل ہوتا ہے، جو اسے اسلامی قانون میں ایک دلیل (حجت) کی حیثیت دیتا ہے۔ ابن النجار الحنبلی (م972ھ) نے شرح الکوکب المنیر میں عرف کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

" العرف: كل ما عرفته النفوس مما لا ترده الشريعة "[4]

"عرف ہر وہ چیز ہے جسے نفوس پہچانیں اور جس کی شریعت مخالفت نہ کرے"

امام جرجانی (م816ھ) اپنی کتاب کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

" العرف: ما استقرت النفوس عليه بشهادة العقول، وتلقته الطبائع بالقبول، وهو حجة أيضًا، لكنه أسرع

---

[2] Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab* (Bayrūt: Dār Ṣādir, n.d.), 9:93.
[3] Aḥmad ibn Fāris, *Muʿjam Maqāyīs al-Lugha* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1969), 4:218.
[4] Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar, *Rasāʾil Ibn ʿĀbidīn* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1972), 2:114.

إلى الفهم، وكذا العادة، هي ما استمر الناس عليه على حكم العقول وعادوا إليه مرة بعد أخرى "[5]

"عرف وہ ہے جس پر عقلوں کی گواہی سے دل مطمئن ہو جائیں، اور طبیعتیں اسے قبول کریں۔ یہ بھی ایک حجت (دلیل) ہے، لیکن یہ سمجھنے میں زیادہ آسان ہے۔ اسی طرح، عادت وہ ہے جس پر لوگ عقل کے حکم سے مسلسل عمل کرتے رہیں اور بار بار اس کی طرف لوٹیں"

اصولیین کی زیادہ تر تعریفات کا لب لباب یہ ہے کہ عرف سے مراد وہ عمومی اور تسلسل کے ساتھ جاری رہنے والا رواج یا طرزِ عمل ہے، جسے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت اپنے معاملات میں اپناتی ہو۔ تاہم، اس رواج کے قابلِ قبول ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اسلامی شریعت کے کسی واضح اور بنیادی حکم کے منافی نہ ہو۔

ان تعریفات میں درج ذیل دو اہم پہلو نمایاں ہوتے ہیں:

- عمومی عمل اور قبولیت: یہ کوئی انفرادی یا وقتی عمل نہیں ہوتا، بلکہ اس پر معاشرے کے زیادہ تر افراد عمل کرتے ہیں اور اسے قبول کرتے ہیں۔
- شرعی مطابقت: یہ رواج قرآن و سنت کے کسی بھی صریح حکم سے متصادم نہ ہو، ورنہ اس کی قانونی حیثیت ختم ہو جائے گی۔

5. عرف اور عادت میں فرق

اصولیین (اسلامی قانون کے ماہرین) کی نظر میں، عرف اور عادت اکثر ہم معنی سمجھے جاتے ہیں، لیکن ان میں ایک باریک اور اہم فرق موجود ہے۔ یہ فرق دونوں کی نوعیت اور وسعت میں پایا جاتا ہے۔

عادت ایک ایسا طرزِ عمل ہے جو کسی فرد یا افراد کے گروہ میں مسلسل دہرایا جاتا ہے۔ یہ ایک وسیع تر اصطلاح ہے جو انفرادی عمل سے لے کر گروہی رویوں تک کا احاطہ کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، کسی ایک شخص کی سونے، جاگنے یا کھانے پینے کی عادت کو بھی "عادت" کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، عرف کا اطلاق کسی ایک فرد پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق معاشرے یا کسی بڑے گروہ سے ہوتا ہے۔ عرف وہ رواج ہے جس پر کسی علاقے یا طبقے کے زیادہ تر لوگ متفق ہوں اور اسے اپنے معاملات میں تسلسل سے اپناتے ہوں۔ اسی لیے، تمام عرف، عادت ہوتے ہیں، لیکن ہر عادت، عرف نہیں ہوتی۔ یعنی عادت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ معاشرے کی اکثریت میں مقبول ہو، جبکہ عرف کے لیے یہ شرط ضروری ہے۔

" والفرق بين العادة والعرف أن العادة هي: الشيء الغالب سواء كان جماعة او فرد ـوأما العرف فهو : الشيء الغالب الخاص بمجموعة معينة من الأفراد. وعليه تعد العادة أشمل واعم من العرف، فيعد كل عرف عادة، وليس كل عادة عرفا"[6]

6. عرف اور اجماع میں فرق

عرف اور اجماع دونوں کا تعلق اتفاق سے ہے، لیکن ان میں چند بنیادی فرق ہیں:

- **رکنیت:** اجماع صرف مجتہدین (علماء) کے کسی شرعی حکم پر اتفاق سے منعقد ہوتا ہے، جبکہ عرف کا تعلق عوام کی اکثریت سے ہوتا ہے۔ اس میں مجتہدین کے علاوہ عام لوگوں کا اتفاق بھی شامل ہوتا ہے۔
- **شرط:** اجماع کے لیے تمام مجتہدین کا اتفاق ضروری ہے، اگر ایک مجتہد بھی اختلاف کرے تو اجماع منعقد نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس، عرف کے لیے لوگوں کی اکثریت کا اتفاق کافی ہے، چند افراد کے اختلاف سے اس کی حجیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

---

5 Al-Jurjānī, ʿAlī ibn Muḥammad, *Kitāb al-Taʿrīfāt*, taḥqīq: Jamāʿa min al-ʿUlamāʾ bi-Ishrāf al-Nāshir (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1983), 1:149.
6 Muḥammad Ḥasan ʿAbd al-Ghaffār, *Taysīr Uṣūl al-Fiqh lil-Mubtadiʾīn* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1980), 3:131.

- **حکم:** اجماع سے ثابت ہونے والا حکم قطعی ہوتا ہے اور اس کے بعد اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں رہتی۔ جبکہ عرف سے ثابت ہونے والا حکم ظنی ہوتا ہے اور یہ بدلتے حالات کے ساتھ تبدیل ہو سکتا ہے۔[7]

مبحث دوم: عرف کی شرعی اساس اور اصولیین کی آراء

1. قرآن مجید سے دلائل

فقہی مباحث میں عرف کی اہمیت ایک بنیادی مقام رکھتی ہے۔ شریعت اسلامی کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انسانی معاشرت اور لوگوں کے روزمرہ معاملات کو سہولت اور عدل کے اصولوں پر استوار کرے۔ اسی لیے فقہاء نے عرف کو احکام کی تفہیم اور ان کے اطلاق میں ایک معتبر بنیاد مانا ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے کسی نص یا قطعی اصول کے خلاف نہ ہو۔ اس مسئلے کی وضاحت سب سے پہلے قرآن کریم کے دلائل سے ہوتی ہے، جو عرف کی حجیت کو مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ عرف کی حجیت پر کئی قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا ہے:

﴿ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾[8]

"اور جس کا بچہ ہے اس پر اس کا رزق اور ان کا لباس معروف (عرف) کے مطابق ہے"

اس آیت میں بیوی کا نفقہ اور لباس کو "معروف" یعنی عرف کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔ امام جصاص (م370ھ) احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ جب کسی خاتون کا نفقہ اس کے عرف کے مطابق طے کر دیا جائے تو اس سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔[9] اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شریعت نے بعض احکام کی تفصیل کا اختیار عرف پر چھوڑا ہے۔

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴾[10]

"درگزر اختیار کرو، عرف کا حکم دو، اور جاہلوں سے اعراض کرو"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو واضح طور پر عرف کا حکم دینے کا حکم دیا ہے، جس سے اس کی شرعی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام قرطبی (م671ھ) اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "عرف" کا مطلب وہ ہے جسے لوگ اپنے معاملات میں اچھا سمجھیں اور جس کی شریعت مخالفت نہ کرے۔[11]

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾[12]

"اور عورتوں کے بھی مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ان پر ہیں معروف (عرف) کے مطابق"

امام شوکانی (م1250ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ عورتوں کے حقوق مردوں پر اسی طرح ہیں جس طرح مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ ہر ایک کا سلوک دوسرے کے ساتھ عرف کے مطابق ہونا چاہیے۔[13]

---

[7] Muḥammad Yusrī Ibrāhīm, *Fiqh al-Nawāzil li-l-Aqalliyyāt al-Muslima: Taʾṣīlan wa-Taṭbīqan* (al-Qāhira: Dār al-Yusr, 2011), 1:369.
[8] *Al-Baqara*, 2:233.
[9] Al-Jaṣṣāṣ, Aḥmad ibn ʿAlī Abū Bakr al-Rāzī, *Aḥkām al-Qurʾān*, taḥqīq: Muḥammad Ṣādiq al-Qamḥāwī (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1405 AH/1985 CE), 1:498.
[10] *Al-Aʿrāf,* 7:199.
[11] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad al-Anṣārī, *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-Miṣriyya aw Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1964), 7:177.
[12] *Al-Baqara*, 2:228.
[13] Al-Shawkānī, Muḥammad ibn *ʿAlī, Fatḥ al-Qadīr* (Dimashq/Bayrūt: Dār Ibn Kathīr; Dār al-Kalim al-Ṭayyib, 1414 AH/1994 CE), 1:272.

2. سنت نبوی سے دلائل

عرف کی حجیت کے بیان میں قرآن کے دلائل کے بعد سنت نبویؐ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، کیونکہ قرآن کے بعد شریعت کا دوسرا ابنیادی ماخذ سنت ہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اور آپ ﷺ کی عملی رہنمائی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ نے معاشرتی معاملات اور لوگوں کے باہمی تعلقات میں رائج عرف کو نہ صرف ملحوظ رکھا بلکہ اسے معتبر بھی قرار دیا، جب تک کہ وہ شریعت کے کسی اصل یا حکم کے خلاف نہ ہو۔ یہی پہلو فقہاء کے نزدیک عرف کی حجیت کو مزید مضبوط بناتا ہے۔ عرف کی حجیت پر احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے:

امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت بیان کی ہے:

جب ہند بنت عتبہ نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ ان کا شوہر ابو سفیان بخیل ہے اور انہیں اور ان کے بچوں کو ان کے لیے کافی خرچہ نہیں دیتا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

" خذي ما يكفيك وولدك، بالمعروف "[14]

"تم اور تمہارے بچے اتنا مال لے لو جو عرف کے مطابق تمہارے لیے کافی ہو"

ابن حجر عسقلانی (م852ھ) فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں ایسے معاملات میں عرف پر بھروسہ کرنے کا ثبوت ہے جن کا کوئی شرعی تعین نہیں کیا گیا ہو۔[15] دوسری روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے:

" فما رأى المسلمون حسنا، فهو عند الله حسن، وما رأوا سيئا فهو عند الله سيئ "[16]

"جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے، اور جسے مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔"

اگرچہ یہ حدیث کی شرعی حیثیت پر علماء میں اختلاف ہے، لیکن فقہاء نے اسے عمومی طور پر ایک دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت کا اچھا سمجھنا ایک طرح کا عرف ہے جسے شریعت میں ایک حد تک قبولیت حاصل ہے۔ امام سرخسی (م483ھ) اصول سرخسی میں اسی بنیاد پر عرف کو شرعی دلیل مانتے ہیں۔[17]

3. اصولیین کے نزدیک عرف کی شرائط

اہلِ اصول اور فقہاء نے شریعت کے کلی اصولوں کی روشنی میں کچھ شرائط مقرر کی ہیں جن کی بنیاد پر عرف (معاشرتی رواج) کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔ جب کسی عرف میں یہ شرائط پائی جائیں تو اس کا مثبت پہلو غالب آجاتا ہے اور اس کے ممکنہ منفی اثرات ختم ہو جاتے ہیں، چنانچہ وہ عرف واجب الاعتبار ہو جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ یہی نکتہ ان تمام دلائل کا حاصل ہے جن کا اوپر ذکر کیا گیا۔ اس کے برعکس اگر کوئی عرف ان میں سے کسی ایک شرط پر بھی پورا نہ اترے تو وہ فاسد اور ناقابلِ قبول رواج قرار پاتا ہے۔ ایسی صورت میں نہ صرف اس پر مذکورہ احکام لاگو نہیں ہوتے بلکہ اس کو ترک کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

---

[14] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāt, 1422 AH/2001 CE), 3:2210, Ḥadīth no. 2210.

[15] Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn *ʿAlī, Fatḥ al-Bārī bi-Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Bayrūt: Dār al-Maʿrifa, 2018), 9:460.

[16] Aḥmad ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh, *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Bayrūt: Muʾassasat al-Risāla, 2001), 1:3600, Ḥadīth no. 3600.

[17] Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Uṣūl al-Sarakhsī* (Bayrūt: Dār al-Maʿrifa, 2007), 2:100.

فقہاء نے ان شرائط کو درج ذیل انداز میں بیان کیا ہے:

i. عرف مستقل یا غالب ہو

کسی بھی عرف کا معتبر ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان پختہ ہو چکا ہو اور اس پر عمل غالب ہو۔ اگر عرف متضاد ہو، یعنی کچھ لوگ اس پر عمل کریں اور کچھ نہ کریں، تو اسے بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ ڈاکٹر محمد مصطفی الزحیلی نے امام سیوطی (م 911ھ) کی کتاب الأشباہ والنظائر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے: "تعتبر العادة إذا اطردت فإن اضطربت فلا"[18] یعنی "عادت کا اعتبار تب ہوتا ہے جب وہ مسلسل ہو یا غالب ہو۔"

ii. عرف فعل کے وقت موجود ہو

عقدِ بیع میں قیمت ہمیشہ اسی وقت کی رائج کرنسی پر محمول ہو گی جس وقت معاہدہ کیا گیا ہو۔ بعد میں کرنسی یا لین دین کے طریقوں میں پیدا ہونے والی نئی عادات کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہی اصول نذر، اقرار اور وصیت میں بھی ہے کہ ان کے اعتبار کے لیے صرف وہی عرف قابلِ لحاظ ہو گا جو کلام کے وقت موجود تھا۔ شریعت کی نصوص میں بھی تخصیص اسی عرف سے ہو گی جو نزول کے وقت ساتھ موجود تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی عرف کی حیثیت اسی وقت مانی جائے گی جب وہ معاہدے یا فعل کے وقت موجود ہو، بعد میں پیدا ہونے والا عرف پچھلے معاملات پر لاگو نہیں ہوتا۔

امام قرافی نے قاعدہ بیان کیا ہے:

" أن من له عرف وعادة في لفظ إنّما يحمل لفظه على عرفهن فإن كان المتكلم "[19]

> عرف کا معتبر ہونے کے لیے یہ شرط بھی لازم ہے کہ وہ جس وقت کوئی معاہدہ یا فعل ہو رہا ہو، اس وقت موجود ہو۔ بعد میں پیدا ہونے والا عرف پہلے کے معاملات پر لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر اگر کسی نے ایک خاص کرنسی میں معاہدہ کیا، اور بعد میں اس کرنسی کا عرف بدل گیا، تو اس نئے عرف کا اطلاق پرانے معاہدے پر نہیں ہو گا۔

iii. عرف کسی واضح شرعی حکم کے خلاف نہ ہو

یہ عرف کی سب سے اہم اور بنیادی شرط ہے۔ کوئی بھی عرف اس وقت تک حجت نہیں بن سکتا جب تک وہ قرآن، سنت یا اجماع کے کسی واضح حکم کے خلاف نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو وہ عرف عرف فاسد کہلائے گا۔ مثال کے طور پر، کسی معاشرے میں شراب نوشی، سود خوری، یا بے پردگی کا رواج ہو جائے تو یہ عرف شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ ڈاکٹر مصطفی الزرقاء الوجیز فی أصول الفقہ الاسلامی میں قاعدہ لکھتے ہیں: "أن لا يعارض العرف نصًا شرعيًا "[20] اگر عرف کسی نص یا اجماع سے متعارض ہو تو وہ باطل عرف کہلاتا ہے اور اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

iv. عرف کسی خاص شرط کے خلاف نہ ہو

اس کا قاعدہ جو فقہاء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے:

" ألا يعارض العرف بتصريح بخلافه "[21]

اگر دو افراد کسی معاہدے میں عرف کے خلاف کوئی شرط طے کر لیں اور وہ شرط شریعت کے اصولوں کے خلاف نہ ہو، تو ان کے درمیان وہ شرط ہی

[18] Al-Zuḥaylī, Muḥammad Muṣṭafā, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyya wa-Taṭbīqātuhā fī al-Madhāhib al-Arbaʿa* (Dimashq: Dār al-Fikr, 1427 AH/2006 CE), 1:308.
[19] Al-Qarāfī, Aḥmad ibn Idrīs, *Sharḥ Tanqīḥ al-Fuṣūl* (al-Qāhira: Sharikat al-Ṭibāʿa al-Fanniyya al-Muttaḥida, 1973), 1:211.
[20] Al-Zarqā, Muṣṭafā Aḥmad, *Al-Wajīz fī Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī* (Dimashq: Dār al-Fikr, 2006), 1:186.
[21] Muḥammad Yusrī Ibrāhīm, *Fiqh al-Nawāzil li-l-Aqalliyyāt al-Muslima: Taʾṣīlan wa-Taṭbīqan* (al-Qāhira: Dār al-Yusr, 2013), 1:602.

نافذ ہوگی، عرف نہیں۔ مثال کے طور پر اگر عرف یہ ہو کہ سامان کی ترسیل کا خرچ خریدار ادا کرے گا، لیکن بیچنے والا اور خریدار باہمی رضامندی سے یہ طے کرلیں کہ یہ خرچ بیچنے والا ادا کرے گا، تو ان کے درمیان یہ شرط ہی معتبر ہوگی۔

مبحث سوم: عرف کی اقسام

اصولیین نے عرف کو مختلف بنیادوں پر کئی اقسام میں تقسیم کیا ہے:

استعمال کے اعتبار سے

- عرف قولی (لفظی): جب کسی لفظ کا استعمال اس کے لغوی معنی کے بجائے کسی دوسرے مخصوص معنی میں عام ہو جائے۔ جیسے "غائط" کا لفظ لغت میں "نیچی جگہ" کے معنی میں ہے، مگر عرف میں یہ "قضائے حاجت" کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[22]
- عرف فعلی (عملی): جب لوگ کسی خاص فعل کو بغیر کسی قول کے habitually انجام دیں۔ مثلاً کسی علاقے میں شادی کی مخصوص رسومات یا لباس کے انداز۔

عمومیت کے اعتبار سے

- عرف عام: وہ عرف جو مسلمانوں کی اکثریت میں یا مختلف علاقوں میں عام ہو۔ جیسے خرید و فروخت میں وزن یا پیمائش کا طریقہ۔
- عرف خاص: وہ عرف جو کسی خاص علاقے، پیشے یا گروہ تک محدود ہو۔ جیسے تاجروں، کسانوں یا معماروں کے مخصوص معاملات۔[23]

شرعی صحت کے اعتبار سے:

- عرف صحیح: وہ عرف جو شریعت کے کسی حکم، اصول، یا کسی انسانی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ اس عرف کا شریعت میں اعتبار ہے۔
- عرف فاسد: وہ عرف جو شریعت کے کسی واضح حکم کے خلاف ہو، یا اس سے کوئی نقصان ہوتا ہو۔ اس عرف کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

عرف کا فقہی ابواب پر اثر

عرف کا فقہ کے مختلف ابواب پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ بہت سے معاملات میں جب شریعت نے کوئی واضح حد مقرر نہیں کی تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

- عبادات میں اثر: بعض عبادات میں عرف کا اثر ہوتا ہے، جیسے پانی کی مقدار کا تعین یا اذان کے الفاظ۔
- معاملات میں اثر: معاملات میں عرف کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے خرید و فروخت، اجرت، مہر اور نفقہ کی مقدار کا تعین۔
- اخلاق و آداب میں اثر: معاشرتی آداب و اخلاق میں بھی عرف کا کردار اہم ہے۔

خلاصہ بحث

تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ عرف اسلامی فقہ کا ایک اہم ثانوی ماخذ ہے جو شریعت کی جامعیت اور لچک کو ظاہر کرتا ہے۔ اصولیین کی آراء سے واضح ہے کہ عرف کی حجیت مشروط ہے اور اسے قرآن و سنت کے مخالف نہیں ہونا چاہیے۔ عرف کی شرائط جیسے عام ہونا، وقت معاملہ پر قائم ہونا اور شریعت کے متن کے خلاف نہ ہونا، اسے معتبر بناتی ہیں۔ عرف کی اقسام، بشمول لفظی اور عملی، عام و خاص، صحیح اور فاسد، معاشرتی معاملات کو حل

[22] Ibn Amīr al-Ḥājj, Muḥammad ibn Muḥammad, *Al-Taqrīr wa-l-Taḥbīr* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1999), 1:197.
[23] Al-Aṣbahānī, Najm al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad, *Bayān al-Mukhtaṣar* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1986), 1:331.

کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اسلام نے عرف کو انسانی فطرت کے مطابق اپنایا اور اسے شریعت کا حصہ بنایا، جو اس کی آفاقیت کا ثبوت ہے۔ یہ تحقیق بتاتی ہے کہ عرف نہ صرف تنازعات کو حل کرتا ہے بلکہ شریعت کو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

- عرف کی شرائط پر مبنی جدید فقہی قوانین تیار کیے جائیں تاکہ معاشرتی مسائل کو شریعت کے مطابق حل کیا جا سکے۔
- فقہاء اور اصولیین کی آراء پر مبنی ورکشاپس اور سیمینارز کا اہتمام کیا جائے تاکہ عرف کی اہمیت کو عام کیا جا سکے۔
- تعلیمی نصاب میں عرف کی حجیت اور شرائط کو شامل کیا جائے تاکہ طلباء اسے بہتر طور پر سمجھ سکیں۔
- عرف کے خلاف شریعت کی مخالفت پر تحقیقاتی اداروں میں مزید مطالعات کیے جائیں تاکہ فاسد عرف کو ختم کرنے کے لیے رہنمائی مل سکے۔
- مسلم ممالک میں قانونی فریم ورک میں عرف کو شامل کیا جائے تاکہ شریعت کی جامعیت کو عملی شکل دی جا سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz ibn ʿĀbidīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1992
* Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, Lisān al-ʿArab (Bayrūt: Dār Ṣādir, n.d.
* Aḥmad ibn Fāris, Muʿjam Maqāyīs al-Lugha (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1969
* Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar, Rasāʾil Ibn ʿĀbidīn (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1972
* Al-Jurjānī, ʿAlī ibn Muḥammad, Kitāb al-Taʿrīfāt, taḥqīq: Jamāʿa min al-ʿUlamāʾ bi-Ishrāf al-Nāshir (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1983
* Muḥammad Ḥasan ʿAbd al-Ghaffār, Taysīr Uṣūl al-Fiqh lil-Mubtadiʾīn (Bayrūt: Dār al-Fikr, 1980
* Muḥammad Yusrī Ibrāhīm, Fiqh al-Nawāzil li-l-Aqalliyyāt al-Muslima: Taʾṣīlan wa-Taṭbīqan (al-Qāhira: Dār al-Yusr, 2011.
* Al-Jaṣṣāṣ, Aḥmad ibn ʿAlī Abū Bakr al-Rāzī, Aḥkām al-Qurʾān, taḥqīq: Muḥammad Ṣādiq al-Qamḥāwī Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1405 AH/1985 CE
* Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad al-Anṣārī, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Bayrūt: Dār al-Kutub al-Miṣriyya aw Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1964
* Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Qadīr (Dimashq/Bayrūt: Dār Ibn Kathīr; Dār al-Kalim al-Ṭayyib, 1414 AH/1994 CE
* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāt, 1422 AH/2001 CE
* Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, Fatḥ al-Bārī bi-Sharḥ Ṣaḥīḥ al-BukhārīBayrūt: Dār al-Maʿrifa, 2018
* Aḥmad ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh, Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal (Bayrūt: Muʾassasat al-Risāla, 2001
* Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad, Uṣūl al-Sarakhsī (Bayrūt: Dār al-Maʿrifa, 2007
* Al-Qarāfī, Aḥmad ibn Idrīs, Sharḥ Tanqīḥ al-Fuṣūl al-Qāhira: Sharikat al-Ṭibāʿa al-Fanniyya al-Muttaḥida, 1973
* Al-Zarqā, Muṣṭafā Aḥmad, Al-Wajīz fī Uṣūl al-Fiqh al-Islāmī Dimashq: Dār al-Fikr, 2006
* Muḥammad Yusrī Ibrāhīm, Fiqh al-Nawāzil li-l-Aqalliyyāt al-Muslima: Taʾṣīlan wa-Taṭbīqan al-Qāhira: Dār al-Yusr, 2013
* Ibn Amīr al-Ḥājj, Muḥammad ibn Muḥammad, Al-Taqrīr wa-l-Taḥbīr (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1999
* Al-Aṣbahānī, Najm al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad, Bayān al-Mukhtaṣar Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1986